بدیع الزماں سعید نورسی: روحِ تصوف اور فکری احیا

کامران نبی صوفی، توصیف احمد

تلخیص

بدیع الزمان سعید نورسی بیسویں صدی کے عظیم اسلامی مفکر، مصلح اور روحانی رہنما تھے۔ اگرچہ وہ رسمی طور پر کسی صوفی سلسلے کے بانی نہیں تھے، لیکن ان کی فکر کی بنیاد گہری روحانیت اور تصوف کے جوہر پر قائم ہے۔ سعید نورسی نے تصوف کو عملی تزکیۂ نفس، اخلاص، توکل اور احسان کے تصور کے ساتھ جوڑا اور اسے عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کیا۔ سعید نورسی کے نزدیک تصوف کا اصل مقصد دل کی اصلاح، ایمان کی تقویت اور اللہ سے قربت ہے، نہ کہ صرف کشف و کرامات۔ وہ تصوف کو شریعت کے تابع رکھتے تھے اور ہر اس روحانی طریقے کے ناقد تھے جو قرآن وسنت سے دور ہو۔ ان کے نزدیک جدید دور میں سب سے بڑی روحانی خدمت ایمان کی حفاظت اور یقین کی مضبوطی ہے، جسے انہوں نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف رسائلِ نور، مکتوبات سعید نورسی کے ذریعے انجام دیا۔ اس مقالے میں ان کے یہاں روح تصوف کیا ہے اور اس کے فکری احیاء پر مفصل خامہ فرسائی کی جائے گی۔

کلیدی الفاظ: تصوف، سلوک، معرفت، عقل و منطق، گوشہ نشینی، اخلاق رزیلہ، اخلاق حسنہ۔

ایسا بہت کم دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی شخصیت بیک وقت متعدد علوم وفنون پر گہری دسترس رکھتی ہو، لیکن اسلامی تاریخ میں ایسی نابغۂ روزگار ہستیاں پیدا ہوئی ہیں جنہوں نے مختلف علمی میدانوں میں یکساں مہارت حاصل کی۔ یہ اکابر علما اصولِ فقہ، فقہ، حدیث، فلسفہ اور منطق جیسے علوم میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ بعض اوقات علمِ جغرافیہ اور دیگر سائنسی شعبوں میں بھی طبع آزمائی کرتے تھے۔ چنانچہ امام ابو حامد الغزالی، ابن عربی، جنید بغدادی اور ابن خلدون جیسی شخصیات اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ اسی طرح برصغیر کے علما میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شیخ احمد سرہندی بھی ایسے اکابر میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ تصوف کے میدان میں بھی اعلیٰ درجے کا تخصص حاصل کیا۔ درحقیقت تصوف اسلام کی وہ باطنی راہ ہے جس کا بنیادی مقصد انسان کی اخلاقی و روحانی اصلاح، نفس کا تزکیہ اور قلب کی تطہیر ہے، تاکہ بندہ اپنے خالق کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کر سکے۔ تصوف کی مختلف تعریفیں علما نے پیش کی ہیں۔ انہی میں سے ایک جامع تعریف زکریا الانصاری الشافعی نے بیان کی ہے۔ ”تصوف ایسا علم ہے جس کے ذریعے نفوس کا تزکیہ کیا جاتا ہے، اور یہ ان اصول و قواعد کی معرفت کا نام ہے جن کے ذریعے اخلاق کی اصلاح ہوتی ہے اور ظاہر و باطن کی تعمیر ممکن ہوتی ہے، تاکہ انسان ابدی سعادت سے ہمکنار ہو سکے۔“ اگرچہ قرونِ اولیٰ ہی سے علمِ تصوف کی روایت مضبوط اور مستحکم رہی ہے اور اکابر علما نے اس میں گہرے علمی کمالات حاصل کر کے اسے بامِ عروج تک پہنچایا، تاہم زمانے کی گردش اور فکری انحرافات کے باعث اس میں بعض خرافات اور بدعات بھی داخل ہو گئیں، جس سے تصوف کی اصل روح کسی حد تک مجروح ہوئی۔ دوسری طرف ہر دور میں ایسی اصلاحی اور مجددانہ شخصیات بھی پیدا ہوتی رہیں جنہوں نے مختلف علوم کی از سرِ نو تجدید کی اور وقت کے ساتھ شامل ہو جانے والے زائد تصورات کو صاف کر کے اصل تعلیمات کو نمایاں کیا۔ بیسویں صدی میں بھی کئی نابغۂ روزگار ہستیاں سامنے آئیں، جن میں سعید بدیع الزمان نورسی کا نام نمایاں طور پر قابلِ ذکر ہے۔

سعید نورسی علم و فضل اور غیر معمولی ذہانت کے حوالے سے بدیع الزمان (نادرروزگار جس کی مثال دنیا میں کم ہو) کے لقب سے ملقب کئے گئے بدیع الزمان سعید نورسی 1876ء کو ترکی میں پیدا ہوئے اور ترکی کی ممتاز دینی شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ جنہوں

نے وقت کے کبار اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب تہ کرکے مختلف علم پر دسترس کم سنی میں ہی حاصل کرلی۔اگرچہ صوفیانہ مزاج گھر سے ہی طبیعت میں رچ بس گیا تھا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم اور اپنے دور کے رائج علوم دونوں میں مہارت حاصل کرلی اور اہل علم کے نزدیک ایک معتبر علمی مرجع کی حیثیت اختیار کرلی۔ثروت ثولت لکھتے ہیں:

"بدیع الزمان سعید نورسی مزاج کی جدت، عزت نفس کا احساس، حیرت انگیز قوتِ حافظہ، اللہ رسول اور اس کے دین سے محبت، زہد اور تقشف اور حق گوئی اور بے باکی استاد بدیع الزماں سعید نورسی کی وہ نمایاں خصوصیات ہیں جن کا اظہار بچپن ہی سے ہونا شروع ہوگیا تھا اور جو آخر وقت تک برقرار رہا۔1"

بدیع زماں کی شخصیت اس لحاظ سے مختلف ہیں انہوں نے تصوف کی آڑ میں کئے جانے والے بدعات کا قلع قمع کیا اور اسے قرآن اور سنت سے قریب تر لا کر ایک قلبی تطہیر اور اخلاقی ترفع کے تعلق سے نئی جہت عطا کی جو کسی حد تک اس وقت کی اہم ضرورت تھی۔ ان کی کتابوں میں رسائل نور اور مکتوبات میں تصوف اور دیگر علوم کے متعلق ایسے جواہر ریزے بکھیر دئے ہیں جو آگے چل کر سالکین اور طالبان علم کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی۔اگرچہ نورسی کا کسی صوفی سلسلے سے براہ راست بیعت نہ تھے لیکن پوری زندگی صوفیانہ طرز دنیا الذات سے کنارہ کش اور اپنے مقصد کی جانب پوری عمر منہمک رہے۔نورسی کا ماننا تھا کہ تصوف شریعت سے تجاوز کوئی علم نہیں نہ شریعت کو صرف نظر کرکے اپنے اختیارہ کردہ طریقوں کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کرنے کا نام ہے اور نہ ہی دنیاوی معملات کو ترک کرکے غار نشین رہ کر عبادت اور ریاضت میں رہ کر اپنی زندگی کھپا دینا ہے۔بلکہ تصوف متبع شریعت ہو کر عقل اور دانش اور منطقی دلائل کی روشنی میں دین کی روح کو سمجھ کر موجودہ چیلنج کا سامنا کرنا سے تعبیر ہے۔

مکتوبات میں لکھتے ہیں:

"جن احکام کا درس شریعت دیتی ہے، طریقت اُن سے استفادہ کرنے، ان سے فیض پانے اور ان احکام کو چکھنے اور ان کا انکشاف کر دینے کی وجہ سے اس بات کی واضح برہان ہے کہ شرعی احکام مبنی بر حق ہیں اور یہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔"2

نورسی کے تصورِ تصوف میں روحانی تجربہ انسان کو ایک خاص قلبی سکون اور اطمینان عطا کرتا ہے۔ جب انسان معرفتِ الٰہی کی دولت سے بہرہ مند ہوتا ہے تو اس کے اندر ایک گہری روحانی مسرت اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔اسی طرح انہوں نے ولایت کو بھی ایک بلند روحانی مرتبہ قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے، اور اس مقام پر پہنچنے والا شخص اپنی زندگی کو مکمل طور پر رضائے الٰہی کے تابع کر دیتا ہے۔

ان کا تصوف اپنے دور کے بعض صوفیانہ رجحانات سے اس لیے مختلف تھا کہ انہوں نے روحانیت کے ساتھ عقل واستدلال کی اہمیت کو بھی واضح کیا۔ جہاں بعض حلقوں میں صرف جذباتی کیفیت کو اہمیت دی جاتی تھی، وہاں نورسی نے فکری بصیرت اور علمی شعور کو بھی ضروری قرار دیا۔ اسی طرح وہ اس بات کے قائل تھے کہ صوفی کو معاشرے سے کنارہ کش ہونے کے بجائے سماجی زندگی کے اندر رہتے ہوئے اللہ کی عبادت اور خدمتِ خلق کو جاری رکھنا چاہیے۔ ان کے نزدیک تصوف کی اصل بنیاد قرآن و سنت کی تعلیمات ہیں اور ہر روحانی عمل کو انہی اصولوں کے تابع ہونا چاہیے۔ سعید نورسی نے تصوف کے باب میں ایک ایسا متوازن اور فکری نقطۂ نظر پیش کیا جس میں عقل، دل اور روح تینوں کو یکجا اہمیت دی گئی ہے۔ ان کے نزدیک

تصوف محض رسمی اعمال یا ظاہری رسوم کا نام نہیں بلکہ انسان کے باطن کی تربیت اور روحانی ارتقا کا ایک نورانی راستہ ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے ایسے صوفیوں پر تنقید کی جو عقل و فکر کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف جذباتی واردات یا وجدانی کیفیت کو اصل حقیقت سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں ایسا طرزِ فکر انسان کو اعتدال سے ہٹا کر گمراہی کی طرف بھی لے جا سکتا ہے۔ نورسی کے نزدیک حقیقی صوفی وہ ہے جو ایمان، عقل اور روحانیت کے درمیان توازن برقرار رکھے۔ تصوف کی مختلف اصطلاحات جیسے طریقت ولایت سلوک ان کے نزدیک محض الفاظ نہیں بلکہ روحانی انوار اور قلبی لذتوں سے بھرپور حقائق ہیں۔ ان کے مطابق تصوف دراصل ایک باطنی سفر ہے جس کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا اور روح کو اخلاقی و روحانی پاکیزگی کی طرف لے جانا ہے۔ اس سفر کے دوران انسان اپنے نفس کی خواہشات پر قابو پانا سیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں ترقی حاصل کرتا ہے۔

نورسی کا یہ بھی خیال تھا کہ ایمان اور قرآن کے بیان کردہ حقائق کو صرف منطقی استدلال کے ذریعے مکمل طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ عقل ایمان کی طرف رہنمائی ضرور کرتی ہے، لیکن ایمان کی حقیقی قوت اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اس کا علم انسان کے دل میں راسخ ہو جائے اور وہ اس کے عملی تقاضوں کو اپنی زندگی میں نافذ کرے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ذکرِ الٰہی کو قلبی تربیت اور روحانی ترقی کا اہم ذریعہ قرار دیا۔

مزید برآں انہوں نے تفکر کو بھی ایمان کی مضبوطی کا ایک بنیادی وسیلہ قرار دیا۔ کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور و فکر انسان کو خالقِ کائنات کی قدرت، حکمت اور عظمت کا شعور عطا کرتا ہے۔ اس طرح عقل، دل اور روح کے باہمی امتزاج سے انسان ایک ایسے ایمان تک پہنچ سکتا ہے جو نہ صرف فکری طور پر مضبوط ہو بلکہ روحانی طور پر بھی زندہ اور متحرک ہو۔

نورسی صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

> "پس وہ آدمی جو "طریقت" سے بے بہرہ ہے اور اس کا دل دھڑکتا نہیں اس کا اس دور کے زندیقوں کے سامنے اپنی مکمل طور پر حفاظت کرنا انتہائی مشکل ہے، اگرچہ وہ کتنا بڑا گہرا عالم کیوں نہ ہو۔"[3]

سعید نورسی نے تصوف اور مابعد الطبیعیاتی مباحث کو اپنے خاص فکری انداز میں بیان کیا۔ انہوں نے بعض صوفیانہ تصورات کی ایسی تعبیر پیش کی جو ان کے نزدیک اسلامی عقیدے کے بنیادی اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔ اس ضمن میں انہوں نے ان آراء سے فاصلہ اختیار کیا جن میں خالق اور مخلوق کے تعلق کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ دونوں کے درمیان حدِ فاصل مٹتی محسوس ہو۔ نورسی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور اس کی قدرت کی علامت ہے، لیکن اس حقیقت کے باوجود خالق اپنی ذات میں منفرد اور بے مثال ہے۔ ان کے نزدیک کائنات کو سمجھنے کا درست طریقہ یہ ہے کہ انسان اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور ربوبیت کی نشانیوں کے طور پر دیکھے۔ مخلوقات کی حیثیت دراصل ایسی علامات کی ہے جو انسان کو خالق کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ جب انسان غور و فکر کے ساتھ کائنات کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے ہر شے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار دکھائی دیتے ہیں اور یوں اس کا ایمان مزید مضبوط ہوتا ہے۔

نورسی نے اس بات کو واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں کامل اور مستقل حقیقت ہے، جبکہ باقی تمام موجودات اس کے پیدا کیے ہوئے اور اسی کے سہارے قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور خود قائم ہے، جبکہ مخلوقات اپنے وجود اور بقا کے لیے اس کی محتاج ہیں۔ اس فرق کو برقرار رکھنا ان کے نزدیک عقیدے کی صحت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ روحانیت کے عملی

پہلو پر گفتگو کرتے ہوئے نورسی نے اس بات کو بھی نمایاں کیا کہ حقیقی روحانی زندگی کا تعلق نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے گہرا ہے۔ ان کے مطابق جو شخص اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے اپنی زندگی کو رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔ اسی اتباعِ سنت کو وہ تصوف کی اصل روح قرار دیتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک روحانیت اسی وقت بامعنی ہوتی ہے جب وہ نبوی تعلیمات کے دائرے میں پروان چڑھے۔ مکتوبات میں لکھتے ہیں:

"ولایت کا خوبصورت ترین، مضبوط ترین، تابندہ ترین، اور سب سے زیادہ مالا مال راستہ سنت مطہرہ کی اتباع ہے، یعنی یہ کہ سالک اپنے اعمال و حرکات میں سنتِ مطہرہ کو پیش نظر رکھے اور اس کی پیروی اور تقلید کرنے اور اپنے افعال و معاملات میں احکامِ شرعیہ کو تصور میں رکھے اور اسے دلیلِ راہ بنائے۔"4

سعید نورسی کی فکری جہت میں اعتدال اور توازن نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ انہوں نے دینی اور فکری مباحث میں نہ شدت پسندی کو اختیار کیا اور نہ ہی غفلت یا کوتاہی کی راہ کو درست سمجھا۔ ان کے نزدیک دین کی صحیح سمجھ اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب عقل اور نقل دونوں کو یکجا کر کے دیکھا جائے، کیونکہ وحی انسان کی بنیادی رہنمائی کرتی ہے جبکہ عقل اس رہنمائی کو سمجھنے اور اس پر غور کرنے کا وسیلہ بنتی ہے۔

نورسی کے نزدیک شریعت وہ جامع نظامِ ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے مقرر کیا ہے۔ اسی بنا پر وہ ان آراء کو قبول نہیں کرتے جن میں شریعت اور حقیقت کو الگ الگ دائرے سمجھا جاتا ہے۔ ان کے مطابق روحانی سلوک، طریقت یا دیگر صوفیانہ راستے دراصل انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کے ذرائع ہیں، لیکن انہیں اصل مقصد قرار دینا درست نہیں۔ کوئی بھی روحانی طریقہ اس وقت تک معتبر نہیں ہو سکتا جب تک وہ شریعت کے مقرر کردہ اصولوں کے اندر رہے۔ انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ شریعت کے بنیادی حقائق مستقل اور ناقابلِ تغیر ہیں۔ بعض حلقوں میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ شریعت کا تعلق صرف ظاہری احکام سے ہے جبکہ تصوف باطنی حقیقتوں سے متعلق ہے، لیکن نورسی کے نزدیک یہ تقسیم صحیح نہیں۔ ان کے خیال میں اس طرح کے نظریات دراصل شریعت کی اہمیت کو کم کرتے ہیں اور دینی فہم میں الجھن پیدا کرتے ہیں۔ اسی پس منظر میں نورسی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ دین کا ظاہری اور باطنی پہلو ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ باہم مربوط ہیں۔ حقیقی روحانیت وہی ہے جو شریعت کی بنیاد پر قائم ہو اور اسی کے دائرے میں رہتے ہوئے انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قربت کی طرف لے جائے۔

۔ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

"بعض کامل اولیاء شریعت کی تلوار کے ذریعے معدوم کر دیے گئے اور اور انہیں اس لئے کہ محقق اولیائے کرام سعدی شیرازی کے بیان کردہ اس دستور پر متفق ہیں:

محال ست سعدی براہِ صفا
ظفر بُردن جز در پے مصطفیٰ

یعنی یہ محال ہے کہ کوئی شخص جادہ نبوی ﷺ سے باہر رہ کر آپ ﷺ کی پیروی کئے بغیر حقیقت کے حقیقی انوار تک پہنچ جائے۔"5

سعید نورسی کی فکر میں تصوف کا مفہوم حقیقت سے کنارہ کشی یا وجودی معاملات سے بے نیازی نہیں تھا۔ ان کے نزدیک تصوف دراصل اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اخلاص کے ساتھ مشغول رہنے کا نام ہے۔ یہ خدمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان بندگی کے فرائض کو سچائی اور اخلاص کے ساتھ ادا کرے اور ربوبیت کے حقوق کو بجالائے۔ امام نورسی کے نزدیک حقیقی صوفی وہ ہے جو قرآن کا طالب علم ہو، اس کی تعلیمات میں مسلسل مصروف رہے اور اسی کے زیرِ سایہ روحانی سکون حاصل کرے۔ شیخ نورسی نے اپنی زندگی اور عملی جدوجہد کے ذریعے صحیح اور متوازن تصوف کا تصور واضح انداز میں پیش کیا۔ چونکہ ان کی تربیت ایک صوفیانہ ماحول میں ہوئی تھی اور وہ سلوک و تربیت کے مختلف مدارج سے گزرے تھے، اس لیے انہیں دین کی حقیقتوں کا گہرا شعور حاصل ہوا۔ اسی روحانی تربیت کے نتیجے میں ان کے اندر مشکلات کا سامنا کرنے کی قوت، مصائب کو برداشت کرنے کا حوصلہ اور حالات کو بہتر بنانے کی جدوجہد کا جذبہ پیدا ہوا۔ یہ تمام اوصاف دراصل مجاہدہ، ریاضت اور بندگی کے تصور کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کا نتیجہ تھے، جنہوں نے ان کی فکر اور عمل کو مضبوط بنیاد فراہم کی سعید نورسی کی فکر میں انسانی مساوات اور باہمی احترام کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ انسان کی قدر و منزلت اس کی قوم، نسل یا زبان سے متعین نہیں ہوتی بلکہ اس کا اصل معیار تقویٰ اور اخلاقی بلندی ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ہر قسم کے نسلی اور قومی تعصبات کی سختی سے مخالفت کی اور واضح کیا کہ اسلامی تعلیمات میں کسی قوم کو دوسری قوم پر فوقیت حاصل نہیں۔ نورسی کے نزدیک قوم پرستی اور نسل پرستی ایسے نظریات ہیں جو معاشروں میں تفرقہ اور دشمنی کو جنم دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ رجحانات اسلام کی اس تعلیم کے منافی ہیں جس نے جاہلیت کے دور کے قبائلی امتیازات کو ختم کر کے انسانوں کے درمیان اخوت اور مساوات کو فروغ دیا۔ اسی لیے انہوں نے اپنی فکری اور عملی جدوجہد میں ان تعصبات کے خلاف مسلسل آواز بلند کی۔ ان کی رائے میں دنیا میں مختلف مذاہب اور افکار کا پایا جانا ایک فطری امر ہے۔ انسانوں کے درمیان فکری اختلافات بعض اوقات حقیقت کو سمجھنے کے مختلف زاویے فراہم کرتے ہیں اور اس طرح علم میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ تاہم جب اختلافات کے پیچھے ذاتی مفاد، اقتدار کی خواہش یا نفسانی خواہشات کارفرما ہو جائیں تو یہی اختلاف معاشرتی کشمکش اور فساد کا سبب بن جاتا ہے۔ نورسی نے مسلمانوں کو باہمی اتحاد، محبت اور بھائی چارے کی تلقین کی اور اس حقیقت کو اجاگر کیا کہ تمام انسان ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں۔ اس لیے مختلف مذاہب اور مسالک کے ماننے والوں کے ساتھ تعصب یا دشمنی کا رویہ اختیار کرنا درست نہیں۔ ان کے نزدیک رواداری اور باہمی احترام ہی ایک صحت مند معاشرے کی بنیاد ہیں۔ ان کا موقف یہ بھی تھا کہ اگر کوئی شخص کسی خاص مسلک یا طریقۂ فکر کو بہتر سمجھتا ہے تو وہ اس پر عمل کر سکتا ہے اور اس کا اظہار بھی کر سکتا ہے، لیکن یہ دعویٰ نہیں کرنا چاہیے کہ حق صرف اسی کے پاس ہے۔ کیونکہ انسان کا علم محدود ہے اور اسی محدودیت کی وجہ سے کسی ایک گروہ کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ حقیقت کے تمام پہلوؤں کو مکمل طور پر سمجھ سکے۔ غرض سید نورسی نے روایتی تصوف میں جدت پیدا کر کے اس روایت میں نئی روح پھونک دی جو مسلسل نئی نسل کو متاثر کرنے میں مددگار ثابت ہوگی نیز نئے دور کے نوازل سے نبرد آزما ہونے میں سید نورسی کے افکار و نظریات مرجع کی حیثیت اختیار کریں گے۔

حوالہ جات:

1۔ ثروت صولت، بدیع الزمان سعید نورسی، شخصیت اور تحریک، ادارہ معارف اسلامی، کراچی، ص۔ 29

2۔ مکتوبات، بدیع الزمان سعید نورسی، کتاب محل، لاہور، ص۔ 526

3۔ مکتوبات، بدیع الزمان سعید نورسی، کتاب محل، لاہور، ص۔527
4۔ مکتوبات، بدیع الزمان سعید نورسی، کتاب محل، لاہور، ص۔530
5۔ مکتوبات، بدیع الزمان سعید نورسی، کتاب محل، لاہور، ص۔537